نیزۂ عباسؑ

گفتگو لال و زمرد کی نہ الماس کی بات
آج کرنی ہے مجھے نیزۂ عباسؑ کی بات
سر بہ سر سورِ سرافیل کے عکاس کی بات
جس سے خود خوف اجل کو ہے اُس احساس کی بات

یہ وہ نیزہ جسے صیقل کیا انگاروں نے
دی ہے جھک جھک کے سلامی جسے تلواروں نے

موت ہے آتشِ پیہم ہے جری کا نیزہ
تیغِ شبیرؑ کا ہمدم ہے جری کا نیزہ
بخدا مرگِ مجسم ہے جری کا نیزہ
مستقل حشر کا عالم ہے جری کا نیزہ

دستِ عباسؑ میں جس وقت یہ لہراتا ہے
کھینچ کر جان یہ جسموں سے نکل جاتا ہے

تیغ کی کاٹ ہے یہ تیر کا انداز ہے یہ
دَم یہ عباسؑ کا بھرتا ہے تو دَم ساز ہے یہ
موت اِک راز ہے اور موت کا اِک راز ہے یہ
پَر نہیں رکھتا مگر مائلِ پرواز ہے یہ

سنسناتا ہوا جب سر سے گزر جاتا ہے
نیزہ یہ موت کو بھی موت نظر آتا ہے

رن میں اِس کے ہی اشارے سے قضا چلتی ہے 300
جس طرف کو یہ چلے بادِ فنا چلتی ہے
ایسے مقتل میں کوئی تیغ بھی کیا چلتی ہے
یہ جدا چلتا ہے اور موت جدا چلتی ہے
حدِ امکان سے آگے یہ نکل سکتا ہے
یہ تو موسیٰؑ کے عصا کو بھی نگل سکتا ہے
سر اڑا دیتا ہے دشمن کا یہ دستار سمیت
کھینچ لیتا ہے زباں حلق سے گفتار سمیت
دشمنِ دیں کو فنا کرتا ہے تلوار سمیت
یہ سواروں کو الٹ دیتا ہے راہوار سمیت
اڑتے تیروں پہ یہ صد ناز جھپٹ پڑتا ہے
جیسے چڑیوں پہ کوئی باز جھپٹ پڑتا ہے
دستِ عباسؑ دلاور سے ہوا اِس کا وِصال
نوک میں اِس کی سمٹ آیا ہے غازیؑ کا جلال
سرِ میداں صفِ اعدا پہ چلا حشر کی چال
وار سے اِس کے ہوئی جاتی ہیں ڈھالیں بھی نڈھال
کاٹ ایسی کوئی تلوار نہیں پا سکتی
اِس کی رفتار کو رفتار نہیں پا سکتی

300 موت کی راہ میں کب اِس کا قدم ڈولتا ہے
اپنے میزانِ عدالت میں بدن تولتا ہے
نوک سے اپنی لعینوں کے نسب کھولتا ہے
بے زباں ہوتے ہوئے بن کے اجل بولتا ہے
ہے ہر اِک لب پہ صدا برق ہے یا جوت ہے یہ
نیزہ عباسؑ کا ہے یا ملک الموت ہے یہ

وار ہے نیزہِ عباسؑ کا خود موت کا وار
صفِ اعدا کو بنا دیتا ہے لاشوں کی قطار
نیزہ عباسؑ کا راہوارِ ہوا پر ہے سوار
خوف سے اِس کی چڑھا جاتا ہے پانی کو بخار
نہر پہ جس گھڑی سقائے سکینہؑ آیا
ایسی ہیبت تھی کہ دریا کو پسینہ آیا